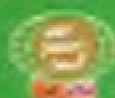


حمد و نعت

کلام: امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ

(دارالعرفان منارہ چکوال)

ترتیب و پیشکش: حافظ حفیظ الرحمن



پروڈیوسر اسلامی چینل ڈویژن فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت

ترتیب و پیشکش

حفیظ الرحمٰن

طلوعِ اوّل | اوّل، ربیع الاوّل 1428 مارچ 2007ء

کتاب | حمد و نعت

شاعر | امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ

ترتیب و پیشکش | حفیظ الرحمٰن

تعداد | 1000

قیمت | 50 روپے

اہتمام | کریم ایڈ 0300-6658928

کمپوزنگ | مثال پبلشرز رحیم سینٹر پریس مارکیٹ

امین پور بازار فیصل آباد Ph:+92 41 2615359

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

حدیث پاکؐ

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ پاک ہے کہ جس کے سامنے میرا تذکرہ آوے اس کو چاہیے کہ مجھ پر درود بھیجے اور جو مجھ پہ ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ درود بھیجے گا اور اس کی دس خطائیں معاف کرے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔ (فضائل درود شریف بحوالہ احمد والنسائی)

شجرہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

أعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمتِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی بحرمتِ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمتِ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت ابوایوب محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت سلطان العارفین خواجہ اللہ دین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ حضرت مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ قلزم فیوضات حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ ختم خواجگان خاتمہ من و خاتمہ حضرات امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ بخیر گردان

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

فہرست

تاثرات

برادرم حفیظ الرحمٰن صاحب کا مرتب کردہ منتخب مجموعہ حمد ونعت (جو کہ دراصل شیخ سلسلہ اویسیہ نقشبندیہ حضرت امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان صاحب مدظلہ العالی کی نظم ہائے حمد ونعت کا انتخاب ہے) دیکھا اور بار بار پڑھا یقیناً ایسا محسوس ہوا کہ حضرت شیخ مدظلہ العالی نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے، زبان نہایت ہی عام اور سادہ ہے مگر اندازِ اِس قدر فصیح و بلیغ، محبت اور عشقِ رسول ﷺ سے لبریز ہے کہ عقیدۂ توحید اور حبِ رسول ﷺ کا جذبہ نہ صرف یہ کہ راسخ ہوتا ہے بلکہ دِل میں متمکن ہو جاتا ہے، معرفتِ الٰہی اور محبتِ رسول ﷺ کے لیے ولولہ اور تڑپ پیدا ہوتی ہے، سالکین سلسلہ اویسیہ کے لیے خصوصاً اور عوام الناس کے لیے عموماً یہ مجموعہ ایک نادر تحفہ ہے جسے پڑھ کر وہ ضرور محظوظ ہوں گے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ برادرم حفیظ الرحمٰن صاحب کو اس مجموعہ کی اشاعت پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقط

مولانا محکم الدین

فاضل درسِ نظامی، وفاق المدارس فاضل عربی،

فاضل مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ،

صدر مدرس مدرسہ عربیہ رحمانیہ

ٹوبہ ٹیک سنگھ

نذرانۂ عقیدت

سلام اے نورِ فرقانی سلام اے شیخِ لاثانی
سلام اے منبعِ رحمت سلام اے ماہِ عرفانی

جنیدؒ و شبلیؒ و منصورؒ کے ہم منزلت ہو کر
نہیں نکلا زبانِ پاک سے ما اعظمُ شانی

ترا جذبِ دروں ہے تابعِ شرعِ محمدؐ کا
تری ہر بات باعظمت ترا ہر قول لاثانی

محمد اکرمِ اعواں خدا کی رحمتیں تم پر
چمکتی ہے ضیائے معرفت سے تیری پیشانی

صداقت کا ، شرافت کا ، محبت کا تو پیکر ہے
شبستانِ ولایت میں تو ہے اک شمعِ نورانی

ہزاروں گمرہوں کو تو نے منزل کا نشاں بخشا
جو ظلمت میں گھرے تھے ان کو بخشا ذوقِ وجدانی

ترے میخانۂ جود و سخا کی خیر ہو ساقی
مئے توحید مِل جائے بقدرِ ظرفِ امکانی

گدائے بے نوا پہ نظرِ رحمت ہو مرے آقاؐ
جہانِ رنگ و بُو آج ہے تیری جہانبانی

اویسی کے دلِ مضطر کو بھی تسکیں کی دولت دے
''تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی''

انجینئر عبدالرزاق اویسی، ٹوبہ

حمد

تیرا نام لیتے ہیں غنچے چٹک کر
کلی تیری عظمت کے گُن گا رہی ہے

زباں پتّے پتّے کی اس سے معطر
اسی نام پہ شاخ لہرا رہی ہے

چمن تو حکایت ہے تیری عطا کی
جو ہر رنگِ گُل میں نظر آ رہی ہے

ہَوا سرسرائے ترا نام لے کر
فضا پہ عجب نغمگی چھا رہی ہے

اُلجھ کر ہَوا ٹہنیوں سے شجر کی
ترے نام کے زمزمے گا رہی ہے

ترا نام سورج کی گرمی کا باعث
اسی سے یہ سب روشنی آ رہی ہے

اسی مہرباں مہر سے پھوٹتی ہے
کرن جو زمانے کو چمکا رہی ہے

یہی نام ہے چاند کی چاندنی میں
سکوں دیکھئے کتنا برسا رہی ہے

ہو بولی کوئی اس میں تُو بولتا ہے
زباں کوئی ہو تیرے گن گا رہی ہے

تعجب ہے انساں تجھے بھول جائے
یقیناً حیات اس کی گہنا رہی ہے

بدن کے ہے تابوت میں لاش دِل کی
جو دریا میں جگ کے بہے جا رہی ہے

بچا لے تُو سیمابؔ کو غفلتوں سے
یہی دِل سے میرے صدا آ رہی ہے

حمد

زمزمے تیری ثنا کے گونجتے ہیں جابجا
ذرّہ ذرّہ ، پتّہ پتّہ ، ہے تیرا مدحت سرا
گُل کی صورت نے گواہی دی تری تخلیق کی
گیت گاتی ہے تری عظمت کے یہ تازہ ہوا
بلبلیں مدح سرا ، پپیہا پکارے ہے تجھے
نام تیراؔ قمریوں کا بھی وظیفہ ہو گیا
نام تیراؔ گونجتا ہے کُوک میں کوئل کی بھی
عظمتوں کی تیری شاہد بن گئی کالی گھٹا
ننھے سے دِل کو چکوری کے عطا کر دی طلب
اور پھر چمکا دیا بادل میں چہرہ چاند کا
تیری ہیریں، تیرے رانجھے، تیرے صحرا، تیرے دشت
تیری سسّی، تیرا پنوں ، تو ہی ہے سب کا خدا
قلب تیرا ، چاہ تیری ، ہم بھی ہیں تیرے فقیر
عشق کا بخشا ہے شعلہ ، اب رُخِ روشن دکھا

''دیدارِ باری''

عمر ساری دے کے آخر پا لیا
ایک لمحہ جس میں دیکھا ہے تجھے

اس قدر ارزاں نہ سمجھے گا کوئی
اس کا اندازہ اگر ہے تو مجھے

جانتا تھا زندگی کو ، میری تھی
میرے ہاتھوں ہی کٹی جیسی بھی تھی

جب سے کھولی آنکھ اور دیکھا اسے
رنگ سارے تلخیوں کے اس میں تھے

کوئی پہلو حسن کا اس میں نہ تھا
خوبصورت رنگ بھی کوئی نہ تھا

اک اندھیری رات تھی ویرانہ تھا
روشنی سے دِل مرا بیگانہ تھا

دیکھتا ہوں مڑ کے پیچھے تو ندیم
دُور تک نیکی کوئی ملتی نہیں

ہاں مگر ، اک کام میں بھی کر گیا
تیرے اِک بندے کے جوتوں میں رہا

تو نے دی توفیق تو یہ بھی ہوا
کر بھی کیا سکتا تھا میں، کرتا بھی کیا

اب یہی سرمایہ ہے تجھ کو قبول
ورنہ تو ہے زندگی ساری فضول

حد نہیں ہوتی ترے احسان کی
سمجھ میں آتا نہیں اِنسان کی

عشق کی بھٹی میں دِل جلتا رہا
دیکھ برسوں کا اسے چلّہ لگا

تب کہیں اک لمحہ دیکھا ہے تجھے
ورنہ جلتا طُور کی مانند یہ

ایک لمحہ اب تو صدیوں پر محیط
اس کی لذت ہے دو عالم پر بسیط

موت میں لذت ، فنا میں چاشنی
جاننا اس کا بھی کچھ آساں نہیں

عمر بھر لوگوں نے مانگی زندگی
جس کے بدلے موت ہی ان کو ملی

ہم نے دیکھا زندگی کھونے کا راز
طلب میں تیری فنا ہونے کا راز

یہ فنائے تام سے پایا جواب
ذات میری تھی ترے رُخ کا حجاب

اس کا مٹ جانا ہی ایسا کام تھا
جس سے روشن ہر جا تیرا نام تھا

چمکے ہر اِک دل میں تیری روشنی
بن گیا سیماب بھی اس کا امین

''اِک آرزُو''

دِلوں میں مچلتا ہے ذوقِ زیارت
لبوں پہ قصیدے تری عظمتوں کے
مدینے کے راہی ہیں دوجگ سے فارغ
وہ طالب ہیں آقاً تیری برکتوں کے
منور ہے سجدوں سے پیشانی ان کی
دِلوں میں ہیں ذکرِ الٰہی کے جلوے
کوئی ہے مجاہد تو غازی ہے کوئی
ہیں ان کے شب روز میداں میں گزرے
کوئی مثلِ بادِ سحر اس جہاں میں
رہا بانٹتا تیری خوشبو کے جھونکے
مگر ایک بے بس تہی دست خادم
ہے چھیڑے ہوئے تیری اُلفت کے قصے
نہ عابد، نہ زاہد، نہ واعظ، نہ قاری
ہے پھیلائے دامن کھڑا در پہ تیرے
تمنا لیے در پہ حاضر ہوں آقاً
ہوں طالب، نظر کا جو شعلہ دِکھا دے
جلے میرا سینہ اُٹھے اس سے طوفاں
جو مسلم کے سینے میں ہلچل مچا دے
ترے عشق کی آگ بانٹوں دِلوں کو
محبت کا شعلہ جو خرمن جلا دے
بنا دوں میں مسلم کو دیوانہ تیرا
محبت ترئ رقصِ بسمل سکھا دے
دِلوں میں محبت کا چشمہ رواں ہو
جہاں سے وہ سب نفرتوں کو مٹا دے
پھر انساں سکوں آشنا ہو دہر میں
یوں خالق سے وہ اس کا رشتہ بنا دے

لبوں پہ فقیر اپنے شام و سحر ہے
الٰہی بہار ایسی پھر سے دِکھا دے

نعت

مُشتِ غبار ہوں مرا کوئی نہیں کمال
میں خوش نصیب ہوں کہ مِلا پرتوِ جمال

ہر ذرہ نور نور ہے اس ذات کے طفیل
وہ ذات جس کی دہر میں ممکن نہیں مثال

میں کس طرح کروں بھلا ؟ تعریف آپؐ کی
کتنا بلند آپؐ کی ہے رفعتوں کا حال

صدیاں گزر گئیں تری مدحت کی راہ میں
عاجز ہوئے زبان و قلم تھک گئے خیال

کرتے رہیں گے حُسن کو تیرے سبھی بیاں
شعلہ بیاں خطیب بھی شاعر بھی باکمال

سورج تھکے گا دیکھنا دُنیا حیات سے
پھر بھی ترا جمال رہے گا ترا جمال

اس یومِ حشر کو تو جہاں کے حسین بھی
کاٹیں گے اُنگلیاں تیرا دیکھیں گے جب جمال

تُو پرتوِ جمال ہے ذاتِ کریم کا
روشن ہے تیرے رُخ سے وہی حسن لازوال

جس کو بھی تیری ذات سے نسبت نصیب ہو
کہلائے دو جہاں میں وہی صاحبِ کمال

سیمابؔ ایسی موت کی ہے جستجو مجھے
لپٹا ہو جس سے تہہ بہ تہہ محبوب کا وصال

نعت

تم ہو آقا ، مرے مولاؐ ! تم ہو
مرض عشق کی دوا تم ہو

کس کو یارا کرے یہ وصف بیاں
تم ہو ، تم ، رحمتِ خدا تم ہو

آئے ہو بن کے رحمتِ عالم
اپنے اللہ کی عطا تم ہو

تم خزانے لٹاتے ہو ربّ کے
شک نہیں مصدرِ سخا تم ہو

جان بھی ، اور جانِ جاناں بھی
رگِ جاں میں بھی ہر جگہ تم ہو

تم سے جنت بھی نورِ آگیں ہے
بزمِ فردوس کی ضیا تم ہو

میں خطاکار ہوں کہاں جاؤں
روزِ محشر مری دوا تم ہو

تم ہو اللہ کے رسولؐ آخر
علمِ انسان سے ورا تم ہو

مانتا تو خدا بھی ہے عظمت
تم کہاں پر ہو اور کیا تم ہو؟

نعت

رات حاضر تھا میں آقا خواب میں در پر ترے
نور کی بارش برستی ہے ابھی دِل پر مرے

پھول جیسے کھل رہے ہوں رہ گزاروں پر کبھی
اس قسم کا کیف طاری ہے مرے دِل پر ابھی

یا کوئی ندی ہو جیسے کوہساروں میں رواں
گنگنا کے کر رہی ہو عظمت باری بیاں

یا کوئی چشمہ ہو جیسے دامنِ کُہسار میں
نور کر کرنیں ہوں جیسے ابر لو لو بار میں

یا کوئی ہرنی ہو سبزہ زار پر پھرتی ہوئی
آبشارِ نور ہو کُہسار سے گرتی ہوئی۔

یا کنارِ جھیل کے ہو مور یوں رقصاں کوئی
قوس کے رنگوں میں دُنیا پیار کی بکھری ہوئی

ہو شفق سے پھوٹتی سرخی کنارِ آب جو
ننھی ننھی تتلیوں کو ہے گلوں کی جستجو

یا چمن میں پھول جیسے کھل رہے ہوں جا بجا
رنگ برنگی خوشبوؤں سے ہو چمن مہکا ہوا

خواب کا لمحہ بنا ہے رونقِ بزمِ حیات
بس گئی ہے دِل کی دُنیا بن گئی ہے اپنی بات

نعت

مِلی ہیں خوبیاں انسان کو مدینے سے
چرائی پھول نے خوشبو وہاں پسینے سے
چمن میں فکر کے مثلِ بہار وہ آئے
سجی ہے رونقِ بزمِ جہاں قرینے سے
قبورِ جسم میں تھی دفن رُوحِ انسانی
نویدِ زندگی جاوداں مدینے سے
بچھڑ گئے تھے سبھی لوگ ذات سے اپنی
مِلی شناخت یہ ربّ جہاں مدینے سے
ہے تُو ہی ہادیٔ برحق ، تُو رہبر صادق
دِکھایا حاصلِ کون و مکاں مدینے سے
جو دُشمنی تھی وہ کافور ہو گئی فوراً
ہوئیں محبتیں ساری رواں مدینے سے
کہاں کرے گا کوئی اب تلاش نعمت کو
کہ بانٹے جاتے ہیں دونوں جہاں مدینے سے
کہیں ٹھہرنا نہیں ہے جو چل نکلتا ہے
بھری بہار کا سیلِ رواں مدینے سے
درِ حبیب پہ سیماب کو تلاش تو کر
وہ اور جائے گا اُٹھ کر کہاں مدینے سے

نعت

تیرے حریمِ ناز کی کس کو خبر کروں
در پر ہی تیرے زندگی اپنی بسر کروں

واں موت زندگی سے بنی ہے لذیز تر
خواہش ہے کاش مَیں اسی دَر کا سفر کروں

وہ در، وہ گھر، زمین بھی، ہر شے لطیف ہے
جنت جو ہے زمیں پہ مَیں اس پر نظر کروں

لے جاؤں اپنی رُوح کو کر دوں وہاں نثار
مُشتِ غبار کو میں تہِ رہ گزر کروں

خونِ جگر ہو، جان ہو یا دِل کی دھڑکنیں
اے جانِ جاں سبھی کو مَیں تیری نذر کروں

چاہوں میں تیرے در پہ ترے عاشقوں کی خیر
عمرِ خضر ملے تو یہیں پر بسر کروں

باتیں تری ہوں لب پہ تری گفتگو کروں
روشن مَیں تیرے نام سے قلب و نظر کروں

بانٹوں جہاں میں عشقِ غمِ مصطفےٰ فقیرؔ
مسلم کے رُوبرو مَیں سدا تیرا در کروں

نعت

دعویٰ مجھ کو ہے تیری اُلفت کا
خواہش نفس کا اسیر ہوں مَیں

تھام لو گے سنبھل ہی جاؤں گا
آستاں کا ترے فقیر ہوں میں

در پہ تیرے دراز ہے دامن
نام لے کر ترا امیر ہوں میں

روک سکتا نہیں ہوں خود کو بھی
ایک ٹوٹی ہوئی لکیر ہوں میں

دستِ اقدس میں تو اگر لے لے
تو کمانِ حق ہوں، تیرا تیر ہوں میں

جانتا ہوں خطا کا پتلا ہوں
حال میرا ہے یہ فقیر ہوں مَیں

مَیں نگاہِ کرم کا طالب ہوں
اور تری زُلف کا اسیر ہوں مَیں

اب بدل دیجیے حضورؐ مجھے
آپ قاسم ہیں اور فقیر ہوں مَیں

نعت

ہاں پھر سے بہاراں ہوئی مجنوں کو صدا دو
بے تاب ہیں پروانے کوئی شمع جلا دو

پھر بزم میں ہوں گے یہاں عشاق کے چرچے
غیروں کے طلبگار کو محفل سے اُٹھا دو

آؤ کہ درِ یار سے آتی ہے صدا یہ
گر وصل کے طالب ہو تو مقتل کو سجا دو

جو خون اُبلتا ہے رگِ جان کے اندر
اس خون کو محبوب کے قدموں پہ لٹا دو

کٹ جاؤ مگر پاؤں میں لغزش نہیں آئے
جاں ہار کے پھر قوم کی قسمت کو جگا دو

کٹتا ہے گلو مسلمِ مظلوم کا ہر جا
اُترو سرِ میدان یہ سب ظلم مٹا دو

بارود کے اس ڈھیر پہ ہے کفر کی سرکار
ایماں کے شرارے سے اسے شعلہ دِکھا دو

تم دیس کی مٹی پہ کرو دِین کو نافذ
یوں نامِ محمدؐ سے گلستان سجا دو

سیمابؔ ہیں اس بات کے یہ دونوں سلیقے
عظمت یا شہادت ہی سے منزل کا پتہ دو

نعت

کیا خوب سجایا ہے تری یاد نے دِل کو
پھولوں میں بسایا ہے تری یاد نے دِل کو

اِک نور کی چادر ہے جو عالم پہ تنی ہے
منظر یہ دِکھایا ہے تری یاد نے دِل کو

سب رحمتیں یکجا ہوں تو بنتا ہے محمدؐ
یہ راز بتایا ہے تری یاد نے دِل کو

لے جاتا ہے کوچے میں ترے کھینچ کے مجھ کو
دیوانہ بنایا ہے تری یاد نے دِل کو

دُنیا کے جہنم میں بھی فردوس سے بڑھ کر
اک کیف میں پایا ہے تری یاد نے دِل کو

ہم ہیں تو خطاکار مگر تیری عطا سے
آئینہ بنایا ہے تری یاد نے دِل کو

دُنیا کی پڑے چوٹ بھلا دل پہ تو کیسے
دامن میں چھپایا ہے تری یاد نے دِل کو

ہاں عشق کی وحشت میں بھی اِک حدِ ادب ہے
کیا خوب سکھایا ہے تری یاد نے دِل کو

مانگے یہ خدا سے تجھے تجھ سے بھی خدا کو
ہر کام بتایا ہے تری یاد نے دِل کو

نعت

زمیں پر یہ آیا ہے جنت کا ٹکڑا، جہاں تیرا گھر ہے جہاں تُو مکیں ہے
جو فردوس ہے خاک پر میرے آقاؐ، یہیں ہے یہیں ہے یہیں ہے یہیں ہے
کِھلے پھول ان گلشنوں میں نرالے ہوئے ان سے تاریکیوں میں اُجالے
مگر تُو وہ ہے آفتابِ رسالت کہیں جس کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے
بلایا تھا جب اہلِ مکہ کو تُو نے بتایا تھا جب اہلِ مکّہ کو تُوؐ نے
تو پوچھا تھا پہلے کہ کیا جانتے ہو، سبھی بول اُٹھے تُو صادق امیں ہے
تجھے جانتے تھے سبھی وہ شجر بھی ترے راستوں میں پڑے تھے حجر بھی
سلامٌ علیک وہ کہتے تھے تجھ کو تو روشن جبیں ہے امامِ مبیں ہے
ابوجہل کی بند مٹھی میں پتھر وہ لایا تھا جانے کہاں سے اُٹھا کر
اشارے پہ تیرے سبھی بول اُٹھے تو واحد اللہ کا نبی بایقیں ہے
تُو رحمت مجسم بنایا گیا ہے زمانوں کو تجھ سے سجایا گیا ہے
ہوا تیرے دامن سے وابستہ جو بھی مِلی اس کو رحمت جہاں وہ کہیں ہے
ترے حسن کو ہے جہاں بھر نے دیکھا مگر سب نے اپنی نظر بھر کے دیکھا
حقیقت ترے حسن کی ربّ ہی جانے خیالوں سے میرے تُو بڑھ کر حسیں ہے
مبارک قدم تیرے اے میرے ہادی جنھوں نے زمیں ساری مسجد بنا دی
زمیں کو جہاں تُو نے بخشی ہے رونق سبھی عظمتوں کا خزانہ وہیں ہے
زمانوں میں روشن فقط نُور تیرا وگرنہ دِلوں کے جہاں میں اندھیرا
ترے نام سے سب محبت کے رشتے جہاں یہ نہیں ہے وہ بنجر زمیں ہے
عطا ہو کرم کی نظر میرے آقاؐ دِلوں میں ہو جذبوں کا گھر میرے آقا
کہ سیمابؔ کو آج پھر در سے تیرے محبت کے بٹنے کا کامل یقیں ہے

نعت

گر زمانوں کی فضیلت پر ہو بات
دَور افضل ہے جو تیرے نور سے روشن ہوا

سال سالوں پر مہینے اور دِن
سب پہ بازی لے گئے یہ سب ترے کارن ہوا

بات ہو قوموں کے گلشن کی اگر
تُو جہاں اُترا وہی افضل تریں گلشن ہوا

اُمتوں میں تیری اُمت خیر اُمت ہو گئی
ساری دُنیا پر ترا سایہ فگن ، دامن ہوا

ہر نبی تھا چاند روشن اپنے اپنے عہد کا
تو وہ سورج ، جس سے رُخ ہر چاند کا روشن ہوا

مُلک سب مُلکوں سے افضل ، شہر شہروں کا نگیں
اے تعال اللہ ـــ جو تیری ذات کا مسکن ہوا

ابنِ آدم میں تو افضل ہے وہی بندہ فقیر
تیری خاکِ پا سے جس بندے کا مَن روشن ہوا

نعت

سمندِ شوق میرِ کارواں ہے
یہ عاصی پھر تیرے در کو رواں ہے
بدن گر ناتواں بھی ہے تو کیا غم
میرا ذوق زیارت تو جواں ہے
ہوئی طاعت مقدم قربتوں پر
محبت کا انوکھا امتحاں ہے
فضا روشن ہے جس کی نغمگی ہے
تری مسجد کی آواز اذاں ہے
تیرے ناقے کی راہیں میرے آقا
زمیں کی خوبصورت کہکشاں ہے
فنائے تام ہو میرا مقدر
تیرا در میری منزل کا نشاں ہے
زمیں کب تھی ترے مسکن کے قابل
یہ ٹکڑا ارضِ جنت بے گماں ہے
نہیں روشن جو تیری یاد سے دِل
وہ پتھر ہے جو سینے میں نہاں ہے
بنایا شیخؒ نے سیمابؔ کو کیا
محبت کا تری سیلِ رواں ہے

نعت

تری یاد بنتی ہے مرکب ہمارا
ہمیں لے کے آتی ہے تیرے نگر میں

تصور تمہارا ، حکایت تمہاری
میرے ہمسفر ہیں میرے اس سفر میں

تیرے در کے ذرّوں میں جو روشنی ہے
نہ زر میں وہ پائی نہ لعل و گہر میں

اگر ہو اجازت تو یہ عرض کر دوں
بہت دیکھے مسلم سفر میں حضر میں

پریشان و ابتر مصائب میں گرداں
تڑپتے ہیں لاشے غریبوں کے گھر میں

نہ محفوظ عزت و ناموس و دولت
جو مٹی ہے سَر میں تو ناوک جگر میں

جزیرہ ہو ، کشمیر ہو یا فلسطیں
مصائب کے سیلِ رواں کے بھنور میں

ہے فریاد اتنی اجازت ہو آقاؐ
کہ ہتھیار باندھیں مسلماں کمر میں

انہی برکتوں کا ہے سیماب طالب
ستارے چمک آئیں فکر و نظر میں

نعت

تیری یادوں کا چمن دِل میں بسایا مَیں نے
راز جینے کا تری یاد سے پایا مَیں نے

بوسے مٹّی نے دِیے تیرے قدم کو آقاؐ
خاکِ بطحا کو ہے آنکھوں سے لگایا مَیں نے

مجھے معلوم ہے لپٹا تھا یہ تجھ سے آقاؐ
درِ کعبہ کو بھی سینے سے لگایا مَیں نے

میں تو ذرّہ ہوں مری ذات میں کیا رکھا ہے
تیری نسبت ہی سے پایا ہے جو پایا مَیں نے

دیکھوں اس شہر مقدّس کی جھلک پھر اِک بار
رخت بے مایہ ہے کاندھے پہ اُٹھایا میں نے

نام تیرا ہی تھا لب پر دمِ رخصت میرے
مال دُنیا سے یہ سیمابؔ کمایا میں نے

نعت

دیکھو ندیم شوق سے ان پتھروں کو بھی
دیکھا ہے ان چٹانوں نے آقاؐ کی ذات کو

گر دِل کی آنکھ روشنی پائے تو دیکھئے
ذرّے میں جگمگاتی ہوئی کائنات کو

آقاؐ کو بھی تھا پیار احد کے پہاڑ سے
چاہا ہے اس پہاڑ نے بھی انؐ کی ذات کو

سورج بھی ہوں نثار تو قربان چاند بھی
روشن کیے ہوئے ہیں وہی جگ کی رات کو

سیماب ان فضاؤں کی خوشبو کو جاں میں بھر
جو پھیلتی ہے گنبدِ خضرا سے رات کو

نعت

جینا خیالِ یار میں مرنا خیالِ یار میں
گزریں گے زندگی کے دِن اپنے اسی بہار میں

آتے وہ خواب میں ضرور سوتے تو ہم سہی کبھی
ہوتی نہیں ہے آنکھ بند کھولی ہے جب سے پیار میں

کیف ہے یا سرور ہے سب کچھ انہیں کے نام سے
اس کی مہک نہ ہو اگر ، رکھا ہے کیا بہار میں

کرو بات حسن و جمال کی چھڑے قصہ باغِ بہشت کا
رُخِ مصطفٰےؐ کا جمال ہے کہ ہو پھول جیسے بہار میں

اسی اِک نظر کا سوال ہے کہ کھڑے ہیں در پہ فقیر سب
ملے ان کو اس در پاک پہ فقط ایک شب ہی گزارنے

نعت

حرص کے جو اسیر ہوتے ہیں
کب وہ تیرے فقیر ہوتے ہیں

ہو گئے دو جہان سے آزاد
وہ جو تیرے اسیر ہوتے ہیں

بے نیاز کلاہ ، رخت و لباس
لوگ جو خوش ضمیر ہوتے ہیں

جن پہ تیری نظر پڑے آقاؐ
وہی بدرِ منیر ہوتے ہیں

سچ کہا تھا عدم نے اے سیمابؔ
"آدمی بے نظیر ہوتے ہیں"(۱)

۱۔عبدالحمید عدمؔ

نعت

ہے گھڑی رخصت کی ڈر سے آپؐ کے
ہر کوئی آتا ہے جانے کے لیے

میں نہیں، ہر دِل انہیں گلیوں میں ہے
روشنی کچھ اور پانے کے لیے

جسم خاکی ہو جہاں میں دربدر
تیری خوشبو کو بسانے کے لیے

عمر بھر کا میں مسافر دہر میں
تیرے در سے جا کے آنے کے لیے

روشنی بٹتی ہے اس درگاہ پر
ہے اطاعت شرط پانے کے لیے

پھر سے دیوانے ترے باندھیں کمر
ہوں ترے قاصد زمانے کے لیے

ہو شہادت کی طلب میرے نصیب
کفر کے اصنام ڈھانے کے لیے

ہے بہت ہی مضطرب سیماب کی
رُوح، تیرے در پہ آنے کے لیے

نعت

کس قدر جلدی گزر جاتے ہیں دِن
در پہ تیرے حاضری ہوتی ہے جب

شہر میں ہے اِک جہاں اُمڈا ہوا
شہر کے والی سے مِل سکتے ہیں کب

تیریؐ گلیاں دیکھ سکتے تھے کبھی
چھپ گئی ہیں اب تو وہ مسجد میں سب

دَر کھلا ہے آپؐ کے دربار کا
سیکھ کر آئے کوئی ملنے کا ڈھب

آپؐ کی بندہ نوازی سے حضورؐ!
پوری ہوتی ہے حضوری کی طلب

رہتی ہے اپنی تو جاں در پہ ترے
شیخِ عالی کی توجہ کے سبب

حاضری ہو جسم کو بھی جب نصیب
درد بڑھتا ہے مزید اس کے سبب

ہے تری بارانِ برکت چار سُو
تیری رحمت ہے محیطِ شرق و غرب

زندگی ساری اسی میں ہو تمام
عرض ہے سیمابؔ کی باصد ادب

نعت

گلشنِ دِل میں مرے کھلتے ہوئے
کتنے روشن ہیں تری یادوں کے پھول
کتنی شمعیں جل کے خاکستر ہوئیں
جل مرے کتنے ہی پروانے فضول
باغِ ہستی میں بہاریں تجھ سے تھیں
ورنہ دیکھو ہر طرف اُڑتی ہے دُھول
اس کو دو عالم کی عظمت مِل گئی
خادموں میں جس کو تُو کر لے قبول
شیخ تھا سیماب کا عاشق ترا
جلتے شعلوں سے بنایا اس کو پھول

نعت

آؤ اس رحمت عالم کی کوئی بات کریں
آج ہم عشقِ نبیؐ میں یہ بسر رات کریں

مِل کے بیٹھے ہیں کریں آج نچھاور دِل کو
آؤ اس در پہ کبھی خود سے ملاقات کریں

باتیں اس گل کی کریں ذِکرِ رُخ یار کریں
جس کی تعریف ، نباتات ، جمادات کریں

اپنے محبوب کی اُلفت کا تقاضا یہ ہے
بزمِ دُنیا میں بیاں اس کی حکایات کریں

ہے گھٹن اور بڑا سخت اندھیرا پھر سے
روشنی پھیلے بیاں اس کی روایات کریں

دِل سیمابؔ میں دیکھو تو چمک ہے اس کی
کیوں زمانے پہ نہ ہم اس کی ہی برسات کریں

اللہ اللہ

کہاں میں کہاں یہ عطا اللہ اللہ
کہ دیکھوں حرم کی ضیا اللہ اللہ
تجلّیٔ ذاتی کا مہبط ہے یہ گھر
سجائے کھڑا ہے قبا اللہ اللہ
محبت تھی اس گھر سے میرے نبیؐ کو
تھا یہ گھر بھی ان پر فدا اللہ اللہ
تری وحیِ قدسی عطا کی ضیا سے
منوّر حرم اور حرا اللہ اللہ
یہ ذرے، چٹانیں، یہ دُشوار راہیں
نصیب ان کا سب سے سوا اللہ اللہ
ہے چوما انہوں نے قدومِ نبیؐ کو
فلک جن کا تھا فرشِ پا اللہ اللہ
بظاہر سیہ پوش، کجلائے پتھر
دو عالم میں ان کی ضیا اللہ اللہ
انہی پتھروں میں ہے وہ غار دیکھو
رُکا تھا جہاں قافلہ اللہ اللہ
نبیؐ کی سواری تھا صدیقِ اکبر
انہی دو کا تھا تیسرا اللہ اللہ
مَعَنا کا نغمہ سنا تھا جنہوں نے
یہ راہیں ہیں ان پہ فدا اللہ اللہ

یہیں کٹ گیا تھا قمر آسماں پر
بحکمِ شہہِ انبیاء اللہ اللہ

اسی شہر میں پتھروں نے پڑھا تھا
ترا کلمۂ جاں فزا اللہ اللہ

یہیں آپ کا گھر یہیں دارِ ارقم
وہ دیکھو وہاں شِعب تھا اللہ اللہ

محبت کا کتنا کڑا امتحاں تھا
نہ ملتی تھی ان کو غذا اللہ اللہ

اسی راستے میں حدیبہ کا منظر
جو مہبطِ رضا کا ہوا اللہ اللہ

فلک اس کی چوکھٹ پہ خم دیکھتا ہوں
مقامِ درِ مصطفیٰؐ اللہ اللہ

مِری جاں اسی راستے پہ ہو قرباں
ہے سیمابؔ کی یہ دُعا اللہ اللہ

نعت

غزلیں اور افسانے کہنا یہ بھی کام نرالے ہیں
لیکن دیکھو کتنے شاعر نعتیں کہنے والے ہیں

ڈھالنا لفظوں کو شعروں میں نعت اسے بھی کہتے ہیں
ایسی نعتیں ہندو شاعر بھی تو کہتے رہتے ہیں

مدحت وہ ہی لکھے نبیؐ کی جس کو بھی توفیق ملے
مومن کا درجہ بڑھ جائے اور کافر کو بھیک ملے

نعت کا ہے اِک خاص طریقہ وہ کب سب کو آتا ہے
جان لٹانا نام پہ ان کے نعت یہی کہلاتا ہے

آگ برستی ہو میداں میں باطل کو للکارے جو
نعت کا شاعر وہ کہلائے حق پر جان نثارے جو

باطل کو للکاریں کیسے دیکھو مکہ والوں کو
ظلم سے کیسے ٹکراتے ہیں دیکھو ان متوالوں کو

ہوں قانون اگر کافر کے مومن کو منظور نہیں
سمجھوتہ ہو ایمانوں پر یہ کوئی دستور نہیں

جان و مال لٹایا اپنا اور گھروں کو چھوڑ گئے
ہجرت کی ایمان کی خاطر، رشتے ناطے توڑ گئے

ان کو دیکھو بدر میں جا کر کیسی شان نرالی ہے
عالمِ آب و گِل کی قسمت کیسے بننے والی ہے

مِٹ گیا باطل سب دُنیا سے رائج دین اسلام ہوا
دُنیا کے ہر خطے میں جب روشن ربّ کا نام ہوا

نسبت ہے انؐ ہی سے ہم کو لیکن ہم کیا کرتے ہیں؟
ملک لیا تھا دِین کی خاطر اب ہم دِین سے ڈرتے ہیں

سب قانون وہی کافر کے سب کچھ غیر اسلامی ہے
دِین نہ رائج ہونے پائے، بہت بڑی ناکامی ہے

آؤ پھر اسلام کی خاطر بدر و احد سجائیں ہم
ملک پہ نافذ دین کریں یا دُنیا سے مٹ جائیں ہم

یہ ہو گی اک نعت نرالی خون سے لکھی جائے گی
ہیں دُنیا میں عاشق باقی، کافر کو بتلائے گی

لوگ تو کاغذ پر لکھیں ہم ورقِ دہر پہ لکھیں گے
خون سیاہی، قلم سروں کے شاعر بن کر لکھیں گے

مُہرِ نبوت علم بنا کر دُنیا پر لہرائیں گے
دیکھنا یہ سیمابؔ تم اِک دِن آخر ہم کر جائیں گے

دل کا اثاثہ

تری یاد ہے میرے دِل کا اثاثہ
اسے ساتھ رکھتا ہوں سفر و حضر میں

تری یاد سے روشنی ہے جہاں میں
بہت ظلمتیں تھیں وگرنہ دہر میں

تیری یاد مالک ہے دِل ایک گھر ہے
یوں لگتا ہے جیسے تُو بستا ہو گھر میں

کہاں کی جدائی ہے کیسا بچھڑنا
سراپا ترا بس گیا ہے نظر میں

تنِ خاک گر دُور بھی ہے تو کیا غم
مِری رُوح وہیں ہے تُو ہے جس نگر میں

چمک تیری یادوں کی کیسے بتاؤں
مثال اس کی ملتی نہیں ہے گہر میں

تری یاد ہے اک نرالی سی دولت
مثال اس کی ملتی ہے کب سیم و زر میں

صدف نے الگ کر لیا تھا وہ قطرہ
نہ ڈھلتا وگرنہ کبھی وہ گہر میں

صدف تیری یادیں ہیں سیماب دیکھو
اکیلا ہوں باسی انوکھے نگر میں

نعت

نعت لکھنے کا قرینہ چاہیے
نور ہو جس میں وہ سینہ چاہیے

ہو بدن روئے زمین پر جس جگہ
دل میں بسا ہو مدینہ چاہیے

حلقۂ افکار ہو روشن ضرور
نام ہو انؐ کا نگینہ چاہیے

عرش کی راہوں پہ ہیں اُنؐ کے نقوش
دیکھنا جا کر وہ زینہ چاہیے

ہے برستا نور ان کے نام سے
دِل میں اس کا اِک خزینہ چاہیے

زندگی مانند گردابِ بلا
نام کا انؐ کے سفینہ چاہیے

نعت شعروں میں نہیں لکھتے فقیر
اس کی خاطر چاک سینہ چاہیے

نعت

فضائیں معطر ہیں خوشبو سے تیری
تری یاد کا یہ اثر دیکھتا ہوں

نہیں دردِ دل کی دوا اس جہاں میں
ترے نام میں یہ مگر دیکھتا ہوں

تری یاد ہے پتّی پتّی میں جس کی
وہی پھول ہر ڈال پر دیکھتا ہوں

ہو قمری کا نغمہ یا کوئل کی کوکو
تری یاد کا اس میں گھر دیکھتا ہوں

چمکتی ہے بجلی ، کڑکتے ہیں بادل
میں تصویرِ دردِ جگر دیکھتا ہوں

زمین و زماں میں عجب روشنی ہے
یہ تیری ہے ، گردِ سفر دیکھتا ہے

کہیں چھت پہ نکلا ہے سیماب شاید
کہ اس سمت جھکتا قمر دیکھتا ہوں

نعت

ترا حسن روشن ہے دونوں جہاں میں
تری نعت کیسے؟ کہاں سے کہوں مَیں؟

ملیں عظمتیں ساری تیرےؐ قدم سے
ترا ابنِ آدمؑ پہ احساں لکھوں مَیں

حکومت ، خلافت ، ریاست ، شرافت
یہ حسنِ تصرف ہے تیراؐ ، کہوں مَیں

بناؤں میں سرمہ تیری خاک پا کو
جہاں دونوں بے شک عیاں دیکھ لوں مَیں

ملے موت آقاؐ غلامی میں تیری
تیرا بن کے خادم جہاں میں جیوں مَیں

زمانے میں بانٹوں میں خوشبو کو تیری
بنوں تیرا قاصد زمیں پہ پھروں مَیں

عطا عشق کی آگ ہو بانٹنے کو
مسلماں کو درد آشنا تو کروں مَیں

عطا ہو انہیں عظمتِ رفتہ پھر سے
انہیں تیری راہوں پہ لے کے چلوں مَیں

مٹائیں کفر کے اندھیروں کو جگ سے
ترےؐ در کا خادم انہیں دیکھ لوں مَیں

سجائیں یہ بدر و احد کو دوبارہ
تمہارے ہیں خادم یہ سب سے کہوں مَیں

ہے سیمابؔ کی یہ انوکھی تمنا
یہ سب اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لوں میں

رازِ بقا

میری بقاء تیری بقا راہِ تسلیم و رضا
زندگی کا مُدّعا
الجہاد ، الجہاد الجہاد ، الجہاد
الجہاد ، الجہاد

ہے یہ راہِ مصطفٰےؐ جان ہو حق پر فدا
انقلاب آشنا
میری بقاء تیری بقا راہِ تسلیم و رضا
زندگی کا مدعا
الجہاد ، الجہاد الجہاد ، الجہاد
الجہاد ، الجہاد

خاتمہ ہو ظلم کا مٹ گئے جور و جفا
عدل ہو اسلام کا
الجہاد ، الجہاد الجہاد ، الجہاد

تیغ و قرآں کو اُٹھا ہے شہیدوں کی ادا
بدل دے ساری فضا
الجہاد ، الجہاد الجہاد ، الجہاد
الجہاد ، الجہاد

ایک جھلک

اثاثہ ہے مومن کا اُلفت نبیؐ کی
چلو نعت اِک آج لکھیں نئی سی

محمدؐ کی عظمت کا جھنڈا اُٹھاؤ
کوئی نعت خُوں سے بھی لکھ کر دِکھاؤ

کٹھن ہم پہ کتنی گھڑی آ گئی ہے
مسلماں کے خوں کی ندی بہہ رہی ہے

زمانہ نئی چال چلنے لگا ہے
کہ یہ اژدھا زہر اُگلنے لگا ہے

چلا ہے یہ مسلم کو مغلوب کرنے
چلا دِینِ حق کو ہے مرعوب کرنے

ابوبکرؓ سا عزم پھر لے کے اُٹھو
شجاعت کو فاروقؓ سے لے کے اُٹھو

تم عثمانؓ و حیدرؓ سا جذبہ دِکھاؤ
صحابہؓ کی سنت کو پھر لے کے آؤ

اُٹھو ظالموں پر تو بجلی گرا دو
ہے اسلام زندہ یہ سب کو بتا دو

بتا دو کہ تم دِین حق کے امیں ہو
شہیدانِ حق کے تمہیں جانشیں ہو

یہ باطل کی شوکت مٹا دے جہاں سے
بڑھے روشنی پھر تمہاری اذاں سے

گرے سَر جو کٹ کر زمانہ کہے یہ
میں پہچانتا ہوں کہ سیماب ہے یہ

———

میرا راستہ

مرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

زمانے پہ کفر و شرک چھا رہا تھا
وہ خلقِ خدا پہ ظلم ڈھا رہا تھا
تھا انسان مظلوم چِلّا رہا تھا
نہ کوئی اس کی فریاد سُن پا رہا تھا

کرم تب زمانے پہ ربّ کا ہوا ہے
نبیؐ جس نے بھیجا وہ میرا خدا ہے
مرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

کیا جس نے اعلان حق کا زمیں پر
پڑی چوٹ انساں کے جھوٹے یقیں پر
بتوں کی خدائی پہ، باطل کے دِیں پر
گرے بُت بلندی سے آ کر زمیں پر

یہی کام ربّ نے نبیؐ سے لیا ہے
کہ میداں میں باطل کو رسوا کیا ہے
مرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

لگایا تھا باطل نے جب زور اپنا
کہ انساں نہ دیکھے کبھی حق کا سپنا

نہ پائے کبھی دیں جہاں میں پنپنا
کہ مشکل تھا باطل سے یوں بیر رکھنا
مگر حق نے حق ہی کو غلبہ دیا ہے
ہے تاریخ شاہد کہ ایسا ہوا ہے
مرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے
صحابہ نے حق پہ لٹائی تھیں جانیں
لکھیں خوں سے اپنے نئی داستانیں
مٹے جگ سے باطل کے سارے فسانے
تھے کسریٰ کے یا قیصروں کے گھرانے
یہ بدر و احد کی فتح کا صلہ ہے
کہ امن وسکوں دہر کو مِل گیا ہے
مرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے
زمانے میں انساں کو گر کچھ مِلا ہے
یہ عہدِ صحابہؓ نے سب کچھ دیا ہے
تو خواتین کو بھی جبھی حق مِلا ہے
کہ اسلام دُنیا میں رائج ہوا ہے
یہی دین ہی رکھنا غالب سدا ہے
جہاد اس لیے حق نے لازم کیا ہے
میرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

ہے باطل زمانے پہ چھانے کو پھر سے
وہ چاہے ہے دِیں کو مٹا دے دہر سے
مسلماں کو افتاد پڑتی ہے گھر سے
منافق گئے ہیں کچھ ایسے بگڑ سے

یوں مغرب نے ان کو صلہ دے دیا ہے
منافق کو مومن پہ حاکم کیا ہے
مرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

تقاضا ہے ایمان کا ، چال سمجھو
جو پھینکا ہے کفار نے جال سمجھو
ہے میداں میں مغرب کا دجّال سمجھو
نہ ہو جائے اک دِن بُرا حال سمجھو

یہی اب جہاں میں اُمیدوں کی راہ ہے
جو بدر و اُحد کے شہیدوں کی راہ ہے
مرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

مسلماں کے خوں سے ہے رنگین دیکھو
وہ کشمیر ہو یا فلسطین دیکھو
یا "ہرزے گو وینا" کا تم 'سین' دیکھو
زمانے میں بپھرے شیاطین دیکھو

ہر اک جا پہ مسلم کا خوں بہہ رہا ہے
کہاں ہیں مجاہد؟ یہی کہہ رہا ہے

مرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

اُٹھو ظلم کو پھر جہاں سے مٹا دو
زمانے کو سنت نبیؐ کی دِکھا دو
بٹھائے ہیں جو کفر نے بُت، گرا دو
بنی نوعِ انساں کو پھر سے دِکھا دو

امن کا، بھلائی کا رستہ جدا ہے
کہ اسلام ہی بس یہی ایک راہ ہے
مرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

ہے سُودی، یہودی نظامِ معیشت
کہ دھوکہ دہی کو کہیں یہ سیاست
غریبوں کا خوں بہہ رہا ہے بہ کثرت
مٹی ہے زمانے سے دیں کی ریاست

وہ سیمابؔ دیکھو کدھر چل رہا ہے
اُٹھا لو یہ پرچم کہ گھر جل رہا ہے
مرا راستہ موت کا راستہ ہے
اسی موت میں زندگی کا مزہ ہے

نعت

تری یاد ہم سفر ہے تری یاد دُلربا ہے
وہ جگہ ہے میری منزل جہاں تیری خاکِ پا ہے

ترے نور سے ہیں روشن مری راہیں دو جہاں میں
ترا نام بن کے سورج مرے گھر چمک رہا ہے

ترے راستوں میں ہر جا کئی چاند منتشر ہیں
جو نظر سے دِل کی دیکھیں وہ ترا ہی نقش پا ہے

میں ہوں اور طلب ہو تیری، کہاں یہ مجال میری
دلِ زار نا سمجھ ہے ہر دم تڑپ رہا ہے

کبھی نور بانٹتا تھا ترا قافلہ جہاں میں
مگر آج تیرا مسلم ظلمت میں گھر گیا ہے

اسے اِک نظر عطا کر، اسے خود سے آشنا کر
یہی ہے علاج اس کا یہ ورنہ مٹ رہا ہے

تو پیمبرِ زماں ہے ترا نور جاوداں ہے
اسے کر عطا خدارا! یہی اس کا آسرا ہے

دِل زندہ پھر عطا کر، اسے درد آشنا کر
ملے پھر سے قافلے میں جس سے بچھڑ گیا ہے

ترے نام پر فدا ہو، ترا درد بانٹتا ہو
بن جائے اس کی بگڑی سیماب کی دُعا ہے

نعت

پس رہے ہیں اس لیے مدت سے مانند حنا
ہاتھ پر تیرے کبھی ہم کو بھی جا مِل جائے گی

شمع کی جانب چلا پروانہ یہ کہتے ہوئے
کھوج میں تیری مگر مجھ کو فنا مِل جائے گی

رہنے دو دیوانگاں کو مست اپنے حال میں
ورنہ اِک دن خاک میں ساری فضا مِل جائے گی

چاند کو مت ڈھانپ بادل یا مجھے اتنا بتا
کیا چکوری کو ترے دِل میں جگہ مِل جائے گا

جان حاضر ہے مگر اپنی ہے اتنی آرزو
اس گلی میں ہم کو بھی مدفن کی جا مِل جائے گی

چھوڑ بیٹھے ہیں دو عالم کو ہم اس اُمید پر
رہنے کو اس در پہ اِک چھوٹی سی جا مِل جائے گی

سبز گنبد کے مکیں تیری عطا کی خیر ہو
اِک نظر سے فانی انساں کو بقا مِل جائے گی

کہتا ہے سیمابؔ خود کو تیری اُلفت کا اسیر
ایسی دولت ان فقیروں کو بھی کیا مِل جائے گی

نعت

آپ نے انسان کو پہچان دی
اس کی اپنی ذات ، اپنی جان کی
تھا بشر سب کچھ وہ تابندہ نہ تھا
کھاتا پیتا تھا مگر زندہ نہ تھا
تھیں کھلی آنکھیں مگر بینا نہ تھا
حال سے اپنے ہی جب بیگانہ تھا
کون ربّ؟ کیسا خدا؟ کیسا الٰہ؟
ان حقائق کو نہیں تھا جانتا
تھا وہ قاتل اور جفا جُو ، کینہ ور
بند تھا اخلاص کا ، اُلفت کا در
سنگ کیا آہن تھا پہلو میں سجا
ہر طرف تھے عام بس جَور و جفا
کفر چھایا تھا جہاں پر چار سو
آب سے ارزاں تھا انساں کا لہو
آپؐ سورج جس سے نکلا دِن نیا
مٹ گئے دُنیا سے سب جور و جفا
کفر کی تاریکیاں رخصت ہوئیں
ظلمتیں سارے جہاں سے مٹ گئیں
دِل خدا کے نور سے روشن ہوئے
پھر سے گونجے زمزمے توحید کے

عدل پھیلا ہر طرف اسلام کا
سب جہاں میں امن کا چرچا ہوا
آپؐ نے وہ اوج انساں کو دیا
بندہ طالب بن گیا معبود کا

تھا یہ مشت خاک حصہ خاک کا
بن گیا راہی یہ عرشِ پاک کا
تا ابد روشن جہاں سارا ہوا
ذات تیری ہے سمندر نور کا

تِشنہ لب سیراب ہوتے ہیں جہاں
فیض کا تیرے سمندر بیکراں
خلق کی سب خوبیاں ، حسن و جمال
ذات تیری سب کمالوں کا کمال

علم انساں اس سے آگے کچھ نہیں
تُو ہے دو جگ کے حسینوں کا حسیں
آدمی سمجھے گا کیا تیرا مقام
بعد اللہ کے فقط تیرا ہے نام

اپنا ہے ایمان تیرا پاک نام
سارے نبیوں میں ترا اُونچا مقام
ہے دُعا سیمابؔ کی محبوب ربّ
تا ابد ہم کو غلامی ہو نصیب

حسینؓ و یزید

ڈھل گیا سنت کے سانچے میں حسینؓ
ہے خلافِ سنتِ سرورؐ یزید
جان دے کر حق کو روشن کر گیا
بڑھ گئی اس سمت تاریکی مزید
ہے نمونہ خلق نبویؐ کا حسینؓ
جس سے محرومی کا ہے مظہر یزید
جان و مال و خاندان قرباں حسینؓ
دار دُنیا کی طلب کا در یزید
کٹ گیا سر، جھک نہ پایا، یہ حسینؓ
جھک گیا باطل کے جو در پر، یزید
آج بھی حق کی علامت ہے حسینؓ
آج بھی ہے ظلم کا مظہر یزید
خود کو دیکھو کون سی صف میں ہو تم
جس کا قائد ابنِ حیدرؓ یا یزید

اللہ کی شاہی

تری ہر ادا میں اے نورِ مجسمؐ
ہے پنہاں تجلی ذاتِ الٰہی

نہیں بات مخفی یہ اہلِ نظر سے
زمانے نے دی ہے اسی پر گواہی

جو ہٹ کر چلیں تیری راہوں سے آقاؐ!
مقدر میں ان کے لکھی ہے تباہی

کوئی تو راہوں کو اب روشن کرے
اس کے خاکستر میں ہیں شعلے ہزار

کوئی ہو جو تھام لے طوفان میں
اس بھٹکنے والے ناقہ کی مہار

غیر کے در کی گدائی سے بھلی
غیر کے ہاتھوں اگر مِل جائے دار

اپنی راہوں سے جو بھٹکیں بدنصیب
ان کے چلنے کا بھلا کیا اعتبار

کاش کوئی خاکِ بطحا لا کے دے
قوم کے چہرے کو دیں پھر سے نکھار

ہو جبیں روشن خدا کے نور سے
ہو بحال اقوام میں اپنا وقار

معیشت، سیاست ہو یا ہو عدالت
ترے نقشِ پا دیکھ سکتا ہے راہی
زمانے کو پھر زیر کرنے کی خاطر
لیے کفر آیا مہذب سیاہی
مگر تیرے خادم نہ بھٹکیں گے ہرگز
مقدر میں جن کے ہے تیری پناہی
زمانے سے پنجہ لڑائیں گے پھر وہ
تڑپ دِل میں رکھتے ہیں تیرے سپاہی
ترے وصل کا یہ حسیں راستہ ہے
ترے دِین کی، خوں سے دیں گے گواہی
عطا نور ہو پھر سے اُمت کو آقاؐ
کریں دُور ذہنوں سے ان کے سیاہی
زمانے کو دے تیرا پیغام سیماب
ہو قائم زمانے پہ اللہ کی شاہی

———

عشقِ بے خود

دیکھنے تجھ کو گئے درباں سے پالا پڑ گیا
دید کا ارماں جواں ہونے سے پہلے مر گیا

دید کی حسرت کا مرنا کتنا حسرتناک تھا
لفظ حسرت کو یہ منظر پانی پانی کر گیا

چھوڑ دینے کو تھا سَر چوکھٹ پہ تیری ایک دِن
عشق بیخود تیری بدنامی سے آخر ڈر گیا

کہہ رہا تھا تیرا افسانہ نزع کے وقت بھی
جاتے جاتے موت سے بھی تیری باتیں کر گیا

تو اسے بھولا ہے لیکن دیکھ اس کو بھی ذرا
زندگی کے سارے نغمے نام تیرے کر گیا

نیم وا آنکھیں کفن میں اس کی دیتی تھیں پیام
اب تو آ تجھ کو بلانے کے لیے مَیں مر گیا

کیا عجب بندہ تھا وہ سیماب جس کا نام تھا
بے وفا کے نام پر کتنی وفائیں کر گیا

نعت

آتی ہے نظر گنبدِ خضرا کی روشنی
پھیلی ہے چار سو شہِ بطحا کی روشنی

روشن ہے ان کے نام سے سارے جہان میں
مومن کا دل بھی اور دِل بینا کی روشنی

مغرب کی روشنی میں ہیں تاریکیاں بہت
چھینی ہے ظلمتوں نے چشمِ وا کی روشنی

ننگے بدن میں چاک گریبان ہے کوئی
وحشت نصیب ہے انہیں لٹوا کے روشنی

ہے جنس اور مال کا رشتہ فقط یہاں
گم نسب بھی ہوا گئی وفا کی روشنی

سب کہہ نہیں سکتا کوئی آتا ہے جو نظر
مانع ہے لب کشائی سے حیا کی روشنی

اس پتھروں کے دیس میں خادم ترے حبیب
پاتے ہیں نور دِل میں اور آقا کی روشنی

دل میں تڑپ ہے سوز ہے سجدے میں آج بھی
آنکھوں میں تیرے نقشِ کفِ پا کی روشنی

کتنا رفیع مقام ہے ان کا خدا گواہ
ہر طرف ان کے کرم سے برسا کی روشنی

اللہ کرے کہ سینۂ مسلم ہو نور بار
یوں جس سے اِک جہاں میں پھیلا کے روشنی

مجھ سے فقیر کو ملے نظرِ کرم کی بھیک
تیرے حریمِ ناز کی ، طیبہ کی روشنی

نعت

حسنِ ظاہر سے تیرے روشن جہانِ رنگ و بو
پر جمالِ باطنی کی ضو فشانی اور ہے
دیکھتی ہے آنکھ گنبد کو کبھی در کو کبھی
دِل نے جو دیکھا ہے آقاؐ وہ کہانی اور ہے
بہتے ہیں دریا بہت شوریدہ سَر موجیں بھی ہیں
بحرِ رحمت کی تیرے لیکن روانی اور ہے
چاہنے والوں سے چھپنا ہے وطیرہ حسن کا
گھر پہ تیرے عاشقوں کی میزبانی اور ہے
تیری طاعت میں ہے لطفِ زندگی بیشک فقیرؔ
کیف آگیں لذتِ دردِ نہانی اور ہے

بارگاہِ رسالت میں

تیرا جانا بزم کی رعنائیاں تو لے گیا
اور در و دیوار کو ویرانیاں سی دے گیا

ہیں بہت چہرے مگر لگتا ہے یاں کوئی نہیں
حال کا اپنے جب ان میں رازداں کوئی نہیں

پھول کھلتے ہیں بہاروں میں مگر تیرے بغیر
کون جائے چمن زاروں میں مگر تیرے بغیر

نالۂ بلبل تو ہے سوزِ دروں باقی نہیں
تیری چاہت کا چمن میں وہ جنوں باقی نہیں

آ گئی گردش زمانے کی ہمارے درمیاں
دیکھ سکتا ہے زمانہ کب کسی کو شادماں

لگتا ہے سارا چمن یونہی اُجڑ جانے کو ہے
تیرے بِن اَب آشیاں اپنا بکھر جانے کو ہے

گر پلٹ آؤ تو محفل پھر جواں ہو جائے گی
ورنہ اپنی دوستی بس داستاں ہو جائے گی

پھر سے دیوانے ترے ہوں گے جنوں میں مبتلا
موڑ کے رکھ دیں گے پہیہ گردشِ ایام کا
پھر اسی محفل کو تیرے نام سے چمکائیں گے
اپنے سینے میں بسا کر تجھ کو واپس لائیں گے

خون دے کے یہ بسایا تھا چمن تیرے لیے
اس میں پالے تھے سبھی سرو و سمن تیرے لیے
تیرے ہی روشن قدم سے اس کو پھر چمکائیں گے
پتے پتے پر تمہارا نام لکھتے جائیں گے

لا اِلٰہ کی تیغ کاٹے گی اندھیرے کا جگر
گنبدِ خضرا سے روشن ہو گی پھر اپنی سحر
اپنا خوں سیماب دے کر اتنا ہم کر جائیں گے
نام آقاؐ کا چمن میں پھر رقم کر جائیں گے

نعت

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

اک ذرۂ خاک تھا میں دوشِ ہوا پر
تیرے احسان کہ میں ارض حرم تک پہنچا

کیا خوب وہ لمحہ وہ گھڑی اور وہ موسم
جب نورِ رسالت میرے دیدۂ نم تک پہنچا

گرداب معصیت میں گھرا میرا سفینہ
تیرے ہی کرم سے بحرِکرم تک پہنچا

بے نور زمانہ تھا شب تار تھی ہر سو
گر کے انسان تھا پتھر کے صنم تک پہنچا

تیرا آنا شبِ تار کے جانے کی نوید
تو نے بانٹا تھا وہ نور جو ہم تک پہنچا

تیرے ہی وسیلے سے ملی ہم کو حیات
پیغامِ خداوندِ جہاں ہم تک پہنچا

واہ ابرِ کرم تیرا کہ صحرائے عرب سے
ہے نور فشاں دیکھ عجم تک پہنچا

سیماب میں تاب تیرے نام سے آئی
ورنہ یہ ڈوب کے تھا بحرِ الم تک پہنچا

نعت

ذرا سنتی جا اے بادِ صبا جب ارضِ حرم سے گزرے تو
وہاں عرض میری پہنچا دینا جہاں رحمتِ عالم رہتے ہیں

ہو گا وہاں گنبدِ خضرا بھی دیکھے گی نور کا دریا بھی
ذرا نظروں کو سمجھا لینا وہاں رحمتِ عالم رہتے ہیں

تھم جانا ان کی چوکھٹ پر وہ بارگاہ عرش سے نازک تر
بھر لینا نور سے جھولی وہاں کرم کے دریا بہتے ہیں

وہ حامد ہیں، محمود بھی ہیں وہ اللہ کے محبوب بھی ہیں
ربّ آپ کرے تعریف ان کی، ان کو ہی محمدؐ کہتے ہیں

کھو گئی دِلوں سے یاد تیری وہاں لے جا یہ فریاد میری
آ جائیں تیری یادیں واپس ہم راہیں تکتے رہتے ہیں

ہو جائے مداوا سب غم کا، سینہ ہو روشن مسلم کا
چل نکلیں تیری راہوں پر ورنہ تو بھٹکتے رہتے ہیں

انھیں صدق و عدالت بھی ہو عطا عثمانؓ کی وراثت دو آقاؐ
دے قلب وجگر انھیں حیدرؓ کا جہاں نور برستے رہتے ہیں

یہ چاروں سوتے مِل جائیں پھر پھول چمن میں کھل جائیں
یہ آبِ حیات عطا کر دیں ہم اس کو ترستے رہتے ہیں

ورنہ یہ لوگ گئے جگ سی یہ نام بھی تیرا لے نہ سکے
پس خوردہ کھائیں کافر کا یہ خود کو تیرا کہتے ہیں

کہہ دے کبھی تو اپنا ان کو کچھ ہوش آئے آقاؐ ان کو
اس دلدل کو پہچان سکیں جس میں یہ پھنسے رہتے ہیں

ہو حاصل پھر سے دولتِ دیں زندہ ہوں پھر ایماں و یقیں
چنگل سے نکلیں کافر کے یہ اس میں پستے رہتے ہیں

گئی عزت ان سے، نام گیا، اب جان گئی ایمان گیا
خون ان کے پانی کی مانند ہر ملک میں بہتے رہتے ہیں

سیمابؔ بھی ان کے خادم ہیں یہ آخر آپ کی اُمت ہیں
یہ ان کو واپس لانے کے سب حیلے کرتے رہتے ہیں

نعت

تجھ کو اگر نہ پا سکوں کسی سے کہوں میں حالِ دل
کوئی میری سنے گا کب اور اس کو میں سناؤں کیوں

تیری حسین یاد بھی تیری طرح عزیز ہے
ہوں گے خفا تو لوگ ہوں میں اسے چھپاؤں کیوں

ٹوٹا جو دل تو پا گیا تیرے جمال کی جھلک
بکتا ہے گر یہ ٹوٹ کر مَیں اسے بچاؤں کیوں

ٹوٹا کس طرح سے یہ کرچیں کہاں کہاں گریں
توڑا ہے جس نے خود اسے اس کو مَیں یہ بتاؤں کیوں

تیرے قیام کے لیے تیرا ہی گھر بنا تھا یہ
آ جا سجے گا تجھ سے یہ، غیروں کو یہاں بساؤں کیوں

موت ہی حیات ہے آئے طلب میں گر تیری
جس راہ پہ ہو نہ منتظر اس پر بھلا مَیں جاؤں کیوں

جو رازداں نہیں میرے، کہتے فقیر ہیں مجھے
سینے میں لعل ہے دفن ان کو مَیں یہ بتاؤں کیوں

نعت

نام محمد روشن نور کا اک مینارہ ہے
ذات اپنی کے مظہر کو اس ذات نے خوب سنوارا ہے
ہے مخلوق نہیں شک اس میں لیکن وہ یکتا بھی ہے
دو عالم میں سب سے بڑھ کر اپنے ربّ کو پیارا ہے
حامد ہے، محمود بھی ہے اور محبّ محبوب بھی ہے
یٰسین، طٰہٰ، نور، مزمل ذکر انھیں کا سارا ہے
فر و شرک کی تاریکی میں سارا عالم ڈوبا تھا
نور قرآں آپؐ ہی لائے جس نے اسے اُبھارا ہے
قہر و جبر کی سخت چٹانیں بوجھ بنی نہیں انساں پر
آپؐ نے انسانوں کے سَر سے ظلم کا بوجھ اُتارا ہے

نعت

جور و ستم کی آنکھوں میں تب آنکھیں ڈالنا مشکل تھا
آپؐ نے بدر و احد سجا کر میداں میں للکارا ہے

توڑ دی آپؐ نے کفر کی شوکت انساں کو آزاد کیا
سینکڑوں لات منات کو آپؐ نے کر دیا پارہ پارہ ہے

آپؐ ہی نے تو ہر مومن کا سینہ کوہِ طور کیا
ہر سجدے میں چشمِ مومن کرتی نور نظارہ ہے

آپؐ ہی کے خدام کو دیکھو کیسے نادر لوگ تھے وہ
آپؐ ہی کی شفقت نے ان کو کیسا خوب نکھارا ہے

دُنیا کی یہ ساری وسعت ان کے آگے سمٹ گئی
قلزم میں بھی جن لوگوں نے اپنا اسپ اُتارا ہے

تھے وہ خام تیرے دَر کے آج ہوئے بیگانہ ہم
تیرے قدموں کی مٹی سے خالی دامن سارا ہے

زد پر ہیں کفار کی پھر سے ظلم و ستم میں پستے ہیں
اس مشکل مین آپ کو ہم نے پھر سے آج پکارا ہے

پھر دے ہم کو نورِ ہدایت، دردِ دل ہو پھر سے عطا
آقا ہم یہ جان گئے اب یہی علاج ہمارا ہے
جرأت اور بیباکی دے، اور اسلامی غیرت بھی
ورنہ تو کافر کے مقابل ابتر حال ہمارا ہے
یا اللہ پھر سُن لے اپنی تیرے نبیؐ کے خادم ہیں
اِک تیرا دَر اپنی خاطر، دُشمن تو جگ سارا ہے
دے شعور ہمارے دِل کو چشمِ بینا پھر سے دے
دیکھ سکیں وہ نورِ نبوت روشنیوں کا دھارا ہے
بدلے قسمت پھر سے اپنی ہاتھ ہو ان کے دامن پر
رحمت پھر تیری ہو حاصل جس کا ہمیں سہارا ہے
پھر سے عطا ہو عشقِ محمدؐ روشن پھر سے سینے ہوں
ماردے نفسِ امارہ یا ربّ نفس نے ہم کو مارا ہے
دیکھو تو سیمابؔ کی قسمت لگتی کتنی پیاری ہے
لکھنے بیٹھے نعتِ نبیؐ تو لگتا کتنا پیارا ہے

نعت

اے بادِ صبا گر گزرو تم اس شہر کے روشن رستوں سے
ان روشن روشن گلیوں سے جہاں بستا ہے محبوب میرا
جہاں رات بھی دن ہو جاتی ہے واں تاریکی کا گزر نہیں
تیری بھی تو وہی منزل ہے جہاں بستا ہے محبوب میرا
انھیں دیکھنا میری آنکھوں سے، وہاں میرا دل قربان کرنا
در چومنا میرے ہی لب سے وہاں بستا ہے محبوب میرا
لے جاؤ محبت بھی ساری، سب عشق کے نغمے بھی لے جا
لٹوا دے سارے اس در پر جہاں بستا ہے محبوب میرا
میری ہوش کو اپنے ساتھ لے جا میرے دِل کی دھڑکن لیتی جا
اسی در پہ اسے پھیلا دینا جہاں بستا ہے محبوب میرا
یہ دھڑکن حالت کہہ دے گی جو آج ہے ان کی اُمت کی
وہاں مَیں تو لب نہیں کھولوں گا جہاں بستا ہے محبوب میرا

یہ حال بھی ان سے کہہ دینا جو وطن میں دیکھا ہے تو نے
شائد وہ کرے اِک نظرِ کرم، کر سکتا ہے محبوب میرا

شائد وہ جذبِ دروں دے دے شائد ہو دردِ دل بھی عطا
اللہ کو پانے کا جذبہ دے سکتا ہے محبوب میرا

یہ ساماں گر لے آئے تو پھر دیکھ صبا کیا ہوتا ہے
پھر اپنے چمن کو خوشبو سے بھر سکتا ہے محبوب میرا

یہاں بدلیں سب حالات بھی ہم یہاں بدلیں دِن بھی رات بھی ہم
پھر روشن نور کی قندیلیں کر سکتا ہے محبوب میرا

قانون ہوں رُخصت کافر کے اسلام کا جھنڈا گاڑیں ہم
کر گزریں جان پہ کھیل کے ہم مِل سکتا ہے محبوب میرا

اس گلشن میں جو پھول کھلے لپٹا ہو درود اس کے اندر
دِل دھڑکیں نام سے اللہ کے اور تکتا ہو محبوب میرا

اس راہ پہ موت ہی آ جائے سیمابؔ خدا کا شکر کرے
یہ موت وہاں لے جائے گی جہاں بستا ہے محبوب میرا

اپنے شیخ کے فراق میں کہا گیا سرائیکی میں

آویں ہا ماہی رَل مِل بہاں ہا
لمبیاں نے راتاں گالیں کراں ہا

لد گئے او ویلے ڈھلدے پچھاویں — خوش تھی کے بہناں اک بہے دی سانہویں
اُجڑی حویلی مڑ نئیں جا دیکھی — ہک جھٹ جے آویں ہا رَل کے ڈکھاں ہا

آویں ہا ماہی رَل مِل بہاں ہا
لمبیاں نے راتاں گالیں کراں ہا

لمبیاں نے راہواں پینڈے چوکھیرے — کھلی اے جندڑی جھنجھٹ تیھرے
یاداں نے تیریاں ساتھی سفر وِچ — آویں ہا تو بھی رَل کے ٹراں ہا

آویں ہا ماہی رَل مِل بہاں ہا
لمبیاں نے راتاں گالیں کراں ہا

سوہنی بنائی اے ربّ نے خدائی — ہک بہے تو چنگی اے صورت
نئیں نظری آیا کوئی تیرا ثانی — ساہنویں جے تھیویں ہا رج کے

آویں ہا ماہی رَل مِل بہاں ہا
لمبیاں نے راتاں گالیں کراں ہا

وادیاں ، دریا ، گلشن تے صحرا — سب جاگیں ڈھیٹاں ہک ہک
تیرے جیھا کوئی فقیرا نئیں ڈسدا — ہک توں جے لبھیں ہا سب کا

آویں ہا ماہی رَل مِل بہاں ہا
لمبیاں نے راتاں گالیں کراں ہا

نعت

چند گھڑیوں کے لیے جائے اطہر کے قریب
بعد مدت کے مجھے لے کے آیا ہے نصیب

اِس حضوری پہ بھی دربان خفا ہوتا ہے
کیا خبر اس کو غمِ ہجر کیا ہوتا ہے

اس کا اصرار ہٹ جاؤں کھڑا ہوں کیونکر
اور مجھے یہ لمحہ مِلا ایک یہ برسوں رو کر

ہے وظیفہ مرا اِن پہ درود اور سلام
یوں شب و روز لیا کرتا ہوں محبوبؐ کا نام

ان کی برکات کو پا لیتا ہوں دِل کے اندر
اِک جہاں اور بسا لیتا ہوں دِل کے اندر

ہو کرم ان کا تو لگتی ہے دُوری بھی قریب
شکر ہو کیسے ادا گر یہ دولت ہو نصیب

حاضری درِ اقدس کی مگر شان الگ رکھتی ہے
چاند چہرے کی مگر دیکھ ادا سجتی ہے

اِک ذرا صبر تو کر ٹھہر تو جا دیکھنے دے
مجھے اس نور کے ہالے کا مزا دیکھنے دے

چند کرنوں کو تو دِل میں بھی اُتر جانا ہے
مَیں چلا جاؤں گا سیمابؔ مجھے جانا ہے

نعت

مطلعِ انوار ہے شہرِ مدینہ دیکھ لو
سبز گنبد کا جڑا اس میں نگینہ دیکھ لو

بٹ رہے اس کی کرنوں سے جہاں میں پھول دیکھ
ہے جواہر سے گراں تر انؐ کے در کی ڈھول دیکھ

بٹ رہی ہیں رحمتیں سارے جہانوں کے لیے
مرغِ دل تڑپے سدا ان آشیانوں کے لیے

عاصی و بدکار بھی رہ پا گئے در پر ترے
کیا عجب رحمت کے موتی سج گئے در پر ترے

بن رہا تھا یہ جہاں جنگل درندوں کا حضورؐ
آپؐ نے بانٹا بنی آدم میں پھر اُلفت کا نور

باغی و سرکش بنے عابد و زاہد بے شمار
جان کے دَر پہ تھے جو ان کو بنایا جاں نثار

بھولے بھٹکے آدمی اللہ کے در پر آ گئے
تھے جو بچھڑے مدتوں سے پھر سے گھر پر آ گئے

آپؐ کے لطف و کرم سے بات بگڑی بن گئی
تھے مطیع شیطان کے لیکن اب اس سے ٹھن گئی

وہ ہی بندے جو جہاں میں اپنے ربّ سے دُور تھے
وہ ہی بندے بن گئے روشن منارے نور کے

ہو کرم سیمابؔ پر بھٹکا ہے عصیاں میں غریب
دِل ہو روشن نور سے دیدارِ باری ہو نصیب

نعت

اپنی خاطر تو یہ جنت کی ضمانت ہو گی
ہو اگر کٹیا کوئی دشت و صحرا میں نصیب
اپنی قسمت پہ کروں ناز مَیں جتنا ، کم ہے
ہو بسیرا جو مرا شہرِ محمدؐ کے قریب
رونقیں جس کی جواں اور فضائیں روشن
کیف ایسا کہ جسے صرف کہا جائے عجیب
ہیں تونگر ترے کوچے کے گدا بھی آقاؐ
تجھ سے کوئی دُور ہو جتنا ہے وہ اتنا ہی غریب
یہ دلِ بیمار ہے مَیں پیش کرتا ہوں اسے
یہ مریضِ لادوا ہے اور تُوؐ حاذق طبیب
ہے مرا مرض پرانا بھی خطرناک بھی ہے
اس کی دوا خاک میں ہے تیرے قدموں کے قریب
نام کا سیماب ہے اِک خاک کی مٹھی آخر
تیری راہوں کی بنے خاک جو یاور ہوں نصیب

نعت

خوش تر جمال آپؐ کا رنگین تر ہجر بھی ہے
شیریں ہے ذات آپؐ کی شیریں ہجر بھی ہے
کہتے ہیں عشق آگ ہے تن مَن جلاتا ہے
گر ہو یہ تیری ذات سے گلشن سجاتا ہے
کِھلتے ہیں بس دِل کے باغ میں گلشن کئی ہزار
برسے ہے جن پہ ابرِ کرم آ کے بار بار
گل رنگ وادیوں کی بہاریں عجیب ہیں
مہکے گلوں کی ہر سُو قطاریں عجیب ہیں
گاتی ہیں گیت ندیاں تیرے جمال کے
دِل کیف لوٹتا ہے بس تیرے خیال کے
تیرِ نظر کی اصطلاع یکسر بدل گئی
نظرِ کرم بنی ترے در پر بدل گئی
دل گر ترے جمال سے سرشار ہو گیا
مشتِ غبار حق کا طلبگار ہو گیا
جس نے جلایا طُور کو تھا ایک آن میں
تُو نے بسا دیا اسے دِل کے جہان میں
دل بے بس و بے جان و بے حرف و کتاب تھا
دیکھا پلٹ کے آپؐ نے بس آفتاب تھا
دِل کھو گیا تھا اپنا تو اپنے گمان میں
اب عشق بانٹتا ہے وہ سارے جہان میں
تیرےؐ کرم سے دِل مرا بے تاب ہو گیا
مشتِ غبار تھا مگر سیماب ہو گیا

نعت

تیرا چاہیں کرم سب نہالِ چمن
راہ دیکھیں تری سارے سرو و سمن
تڑپے جانِ حزیں ہے یہ دِل کی لگن
ہو کرم کی نظر بات بَن جائے گی

نقش بکھرے ہوئے بات بگڑی ہوئی
پھر ہے انسان کی ذات بگڑی ہوئی
دن بگڑتے گئے رات بگڑی ہوئی
ہو کرم کی نظر بات بن جائے گی

تیری طاعت کا ذوقِ نمو کھو گیا
ہم سے اسلام کا خاک و خوں کھو گیا
تیرا دامن چُھٹا ہم سے تُو کھو گیا
ہو کرم کی نظر بات بَن جائے گی

تجھ سے بچھڑے تو کمزور سے ہو گئے
ہم بھی رنگینیٔ دہر میں کھو گئے
بخت لگتا ہے اپنے تو سب سو گئے
ہو کرم کی نظر بات بَن جائے گی

بارِ عصیاں سے ہیں گرچہ ہم جاں بلب
مٹ گئی دِل کی ہیں خواہشیں سب کی سب
ہے فقط اب تو تیرے کرم کی طلب
ہو کرم کی نظر بات بن جائے گی

عشق تیرا ہو پھر سے دِل و جان میں
درد پھر دِل میں ہو نور ایمان میں
تڑپ سیماب سی ہو مسلمان میں
ہو کرم کی نظر بات بن جائے گی

نعت

تری ذات کریم حیات ہے تیرا عشق حیات آفریں
تری اِک نظر کی بات ہے تری بات حیات آفریں

رہا جسم گر حیات بھی نہ حیات ہے نہ بقا ہے یہ
ملے رُوح کو جو زندگی یہ حیات حیات آفریں

ترے آستاں کی یہ بات ہے کہ وہ چشمۂ حیات ہے
بٹے زندگی وہاں دِن کو بھی وہاں رات حیات آفریں

ترے راستوں میں حیات ہے ترے واسطوں میں حیات ہے
ترا لفظ لفظ ہے زندگی ہر بات حیات آفریں

کبھی خود حیات سے دُور تھے دِل وچشم سب بے نور تھے
ترے در پر جو بھی آ گئے وہی ذات حیات آفریں

نہ کہیں جہاں میں بہار ہے نہ کسی بھی دِل کو قرار ہے
یہ سبھی تیری خیرات ہیں یہ خیرات حیات آفریں

ہے یہ کارِ جہاں دراز تر مری زندگی بڑی مختصر
ملے در پہ تیرے لمحہ بھر تو ہے بات حیات آفریں

تیری بارگہ عظیم تر کھڑا ہے جہاں اُمید پر
ہو فقیر پر بھی تو اِک نظر ہے یہ بات حیات آفریں

نعت

قدومِ فلک سایہ چومے زمیں نے
خدا نے زمیں ساری مسجد بنا دی

نگاہِ کرم جب کسی پر پڑی تو
نہاں خانے میں دِل کی دُنیا بسا دی

ترے دستِ عالی پہ بیعت کی عظمت
وہی بیعت اللہ نے رضواں بنا دی

وہ کانٹوں سے لبریز کیکر کا پودا
زمیں سے خدا نے وہ صورت اُٹھا دی

بتایا فقط اپنے قرآں میں اس کا
خطا کار آنکھوں سے صورت چھپا دی

وہ کچے گھروندے مکیں جن کے سچے
نویدِ طہارت سبھی کو سنا دی

تری ذات اُمّی علم کا سمندر
جہالت کی ظلمت جہاں سے مٹا دی

غرض جس کی جیسی بھی نسبت بنی ہے
اسی طور اِک دُنیا اس کی بسا دی

ہوئی موت بھی زندگی سے حسیں تر
تری رہ میں آئی شہادت بنا دی

عطا کر دلِ زار کو بھی وہ جذبہ
جسے پا کے لوگوں نے دُنیا لٹا دی

ہو سیمابؔ کو بھی عطا ایک قطرہ
کہ ہر قطرے میں ایک جنت بسا دی

نعت

تیری خلوت باعثِ جلوت زمانوں کے لیے
مطلعِ انوار ہے دونوں جہانوں کے لیے

اے خوشا قسمت، وہ پتھر، وہ پہاڑی، وہ حرا
وہ کتابِ حق کی وہ پہلی کرن کی ابتدا

آپؐ اس گنجِ جہاں میں ہو گئے جلوہ فگن
لے گئی بازی جہاں پر اس پہاڑی کی پھبن

بن گیا ویرانہ وہ دربار شاہِ دوسرا
قاصدِ ربِ علا اس در پہ آ حاضر ہوا

قسمتِ نوعِ بشر تبدیل کر دی آپؐ نے
جذبہ ہائے قلب کی تکمیل کر دی آپؐ نے

نفرتوں کی آگ میں جلتی تھی جو نوعِ بشر
آپؐ نے تلخی کو بدلا بن گئی شیریں اثر

پھر محبت کے قرینے قلبِ انساں پا گیا
ابرِ رحمت چاہنے والوں کے سر پر چھا گیا

کتنے بت ٹوٹے، ہوئے ویران کتنے بت کدے
بن گئے معبد خدا کے جو بنے تھے مے کدے

تھی فقط اِک غار جس کو ثور کا دیتے تھے نام
آپؐ کے تشریف لانے سے بنا اس کا بھی کام

دیکھنے جاتے ہیں جس کو دہر سے جن و بشر
کر کے آتے ہیں فرشتے آسمانوں سے سفر

آیئے اِک لمحہ بھر قلبِ حزیں میں ٹھہریے
مَر رہی ہے ہجر میں مردہ زمیں میں ٹھہریے

آپؐ کے آنے سے یہ پھر سے جواں ہو جائے گی
قلب کی مٹی مرے جنت نشاں ہو جائے گی

قلب میں سیمابؔ کے پھر سے بہار آ جائے گی
پھر بڑھیں گی رونقیں اور پھر سے مستی چھائے گی

حمد

لِکھاں حمد خداوند تیری سوہنا جگ بنایا
خوشیاں، خواباں، پھُلّاں، باغاں سب دے نال سجایا
چشمے پھُٹّن ، ندیاں وگن ، گیت انوکھے گاون
رنگارنگ دے میوے لا کے خوب جہان وسایا
سبزہ زاراں دے اندر کئی ڈاراں ہرن بنائے
آپ شکاری پیدا کر کے مگر انہاں دے لایا
بیلے تیرے ، صحرا تیرے ، دریا وگدے تیرے
چک سمندراں وچّوں پانی بدلاں وچ لکایا
رات بنائی تے چن چاڑھے، سورج نے دِن کیتا
دُکھ سکھ آون جاون ایتھے میلہ خوب سجایا
ہر بندے نوں سینہ دِتا ، ہر سینے دِل دِتا
کم ظرفاں نے دِین تیرے دا قدر نئیں کوئی پایا
آپئے دیوے درد دِلاں نوں آپئے کرے دواواں
عشق حسن دی کھیڈ بنا کے خوب بازار لگایا
دے ہک قطرہ درداں والا منگے فقیر دُعاواں
واسطہ دیوے پاک نبیؐ دا سُن دُعا خدایا

نعت

نعتِ نبیؐ دی خشبو دل وچ سماندی جاوے
ہک ہک حرف تے لکھ لکھ رحمت لٹاندی جاوے
دُنیا تے آخرت دی کُجھ اس توں ودھ کے اگے
ربّ دی حضوریاں دی باتاں سناندی جاوے
مُتّے نصیب جس دے تاریکیاں دا راہی
سن لے جو نعت اس دی، دِل نوں جگاندی جاوے
بھیجے درود ربّ دی سارے فرشتے اس دے
فیر وی او بندیاں نوں در تے بلاندی جاوے
روزِ حشر دی گرمی ، سورج وساندا اگاں
اپنے دیوانیاں تے دامن پھیلاندی جاوے
میزاں عدل والا اوکھا ہے ویلا سب تے
نام نبیؐ دی خشبو ہک ہک چھڑاندی جاوے
وگڑے نصیب بن دے، ٹکڑے دِلاں دے جڑدے
رحمت نبیؐ دی کیا کیا بگڑی بناندی جاوے
منگاں فقیر ہر دم لطفِ نبیؐ دی بارش
غیراں دی ساری اُلفت دل چوں مٹاندی جاوے

نعت

تیری دوستی توں ودھ کے نئیں کوئی شے چنگیری
آئے موت دوستی وچ کٹے زندگی دی میری

تیرے جیہا ہور کوئی آیا نہ وچ نظر دے
ڈٹھا جہان سارا ، بھالی خلق بتھیری

کدی یار بن کے وسیں ، دِل گھر بناواں تیرا
ہووے مراد پوری ، پورے توں کجھ ودھیری

ترا عشق روشنی اے ، تری یاد ہے اُجالا
اے چانناں نہ ہووے ، دُنیا لگے اندھیری

کدی توں وی آ کے تکّیں دِل دا نگر اساڈا
تیرے بنا حکومت قائم ہے اس تے تیری

دس دا جہان سارا ، سب بلدے ، بجھدے دیوے
کیا اعتبار جگ دا مطلب دی ہیرا پھیری

سچ عشق دا ہے جذبہ سب سچ محبتاں نیں
سچ درد ، سچ وچھوڑا ، لذت وصل دی تیری

سیماب عمر ساری سچ لبھدیاں گزاری
بس عشق سچا جذبہ کتی فکر گھنیری
